eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

CC BY
OPEN ACCESS

اُردو کا ایک نادر اشتقاقی لغت: امان اللغات

A Rare Derivative dictionary of Urdu: AMAN UL LUGHAT

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
Dr. Arshad Mahmood Nashad, Associate Prof,
Department of Urdu, AIOU, Islam Abad.

Abstract:

The art of lexicography reflects the history of any language resources, its shades of meanings and its usages. The art preserves not only the history of words, but also preserves the time to time changes in words. Urdu lexicography starts with the efforts of the orientalists. Following the Arabic and Persian tradition, some of the Indian educated people started writing poetical dictionaries that were called *Nisaab Naama*. Like *Khaliq Bari*, dozens of *Nisaab Naamas* were compiled in many parts of the Sub- continent. *Gharaib ul Lughaat* by *Abdul Waasay Hansvi* is the first formal Urdu dictionary. In its making process, Urdu absorbed the vocabulary of many languages. Thousands of Arabic and Persian words now are part of Urdu. *Moulvi Aman ul Haq* compiled such a dictionary of Arabic words as are prevalent in Urdu. It's a unique dictionary in the sense that it shows the shades of words with their real etymology. The article presents a detailed introduction to this rare dictionary.

Key Words: Urdu Lexicography, Nisaab Nama, khaliq Bari, Derivative Dictionary, Arabic Roots, Moulvi Aman Ul Haq.

کلیدی الفاظ: اُردو لغت نویسی، نصاب نامہ، خالق باری، غرائب اللغات، اشتقاقی لغت، عربی مصادر اور مادے، مولوی امان الحق۔

لغت نویسی کا فن کسی بھی زبان کے لسانی سرمائے کی جانچ پرکھ، اس کے معنی ومفہوم کی تعیین اور اس کے محلِ استعمال کی توضیح وتفسیر کا ترجمان ہے۔ یہی فن لفظوں کی تاریخ کا محافظ بھی ہے اور لفظوں میں ہونے والی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور ان کے تلفیظی اسالیب کا مرقع بھی۔ اس اعتبار سے لغت نویسی کو دُنیا کی تمام زبانوں میں نہایت اہمیت حاصل ہے اور ہر زبان کے ماہرین نے لغت نویسی کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ اُردو زبان میں لغت نویسی کی تاریخ قدیم بھی ہے اور دل چسپ بھی۔ علمائے زبان وادب نے ہندوستان میں لکھی جانے والی فارسی کتب اور لغات میں اُردو کے الفاظ کی شمولیت کو اُردو لغت نویسی کا نقشِ اوّل قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سیّد عبداللہ رقم طراز ہیں:

> "ہندوستان میں فارسی اور ہندی کے اختلاط کے زیرِ اثر ہندی پہلے پہل الفاظ ومفردات کی صورت میں فارسی کتابوں میں داخل ہوتی ہے پھر ہندی محاورات ترجمہ ہو کر فارسی کتابوں کا جزو بنتے ہیں، اسی طرح فارسی لغت کی کتابوں میں (جو بیش تر ہندوستان میں لکھی گئی تھیں) فارسی تشریحوں کے ساتھ ساتھ ہندی کے لفظ بھی لائے جاتے ہیں تاکہ ہندوستان کے عام خواندہ لوگ ہندی الفاظ کی مدد سے فارسی لفظوں کے صحیح معنی معلوم کر سکیں۔"(۱)

چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ فرہنگِ قواس، دستور الافاضل، ادات الفضلا، بحر الفضائل فی منافع الافاضل، زفانِ گویا، مفتاح الفضلا، تحفۃ السعادت اور مؤیدالفضلا جیسی فارسی لغات میں اُردو زبان کے سیکڑوں الفاظ شامل ہیں۔ فارسی کے متذکرہ بالا لغات اہلِ علم کے مطالعے کا موضوع رہے ہیں اور ان میں شامل اُردو کی لفظیات پر علمائے لسان ولغت نے بحث کی ہے۔ اس کے بعد اُردو لغت نویسی ایک نئے منطقے میں داخل ہوئی اور منظوم لغات کا ایک نیا سلسلہ آغاز ہوا۔ یہ چھوٹے چھوٹے لغات، جنھیں نصاب یا نصاب نامہ بھی کہا جاتا ہے، مبتدیوں کے لیے نظم کی گئیں اور ان کا مقصد عربی وفارسی زبانوں کی بنیادی لفظیات سے بچوں کو آشنا کرنا تھا۔ اُردو میں نصاب ناموں کی روایت فارسی کے زیرِ اثر وجود میں آئی۔ فارسی

میں نصاب ناموں کی درخشاں روایت ملتی ہے، جس کا آغاز ابو نصر فراہی کی نصاب الصبیان سے ہوتا ہے۔ خالق باری [جسے ایک زمانے تک اور اب بھی بعض اصحاب امیر خسرو کی تالیف تسلیم کرتے ہیں، حالاں کہ حافظ محمود شیرانی نے مضبوط دلائل دے کر امیر خسرو کے ساتھ اس کے انتساب کی نفی کی ہے اور ضیاء الدین خسروؔ کو اس کا جامع قرار دیا ہے] اور اس طرز کی دوسری باریاں جیسے: رازق باری، صمد باری، ایزد باری، واحد باری، اللہ باری وغیرہ مغلیہ دور خصوصاً اورنگ زیب عالم گیر کے زمانے میں کثرت سے لکھی گئیں اور عوام وخواص میں مقبول رہیں۔ مرزا غالبؔ کا قادر نامہ بھی اُردو نصاب ناموں میں شامل ہے۔ اُردو کے علاوہ ہندوستان کی دوسری زبانوں اور بولیوں جیسے سندھی، پشتو، پنجابی، بنگالی، تیلگو، ملیالم، کشمیری وغیرہ میں بھی نصاب ناموں کی باقاعدہ روایتیں ملتی ہیں۔

نصاب ناموں کی قدر وقیمت اور ان کی افادیت واہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم ان کا دائرہ ہمیشہ محدود اور اثر کم تر رہا، اس لیے انھیں لغت نویسی کی تاریخ میں بہت اہم درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ اُردو میں لغت نویسی کا باقاعدہ آغاز میر عبد الواسع ہانسوی کے لغت غرائب اللغات سے ہوتا ہے۔ میر عبد الواسع کا تعلق ہریانہ سے تھا، انھوں نے طلبہ کی رہنمائی اور سہولت کے لیے کئی مفید رسالے تالیف کیے تاہم اُردو زبان کی تاریخ میں وہ اپنے اسی لغت کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ غرائب اللغات میں اُردو الفاظ کا مفہوم ومطلب فارسی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ علمائے لغت نے اس کی ترتیب کی خامیوں کی نشان دہی کی ہے اور اس کی بعض تشریحات کو ناقص یا غلط قرار دیا ہے تاہم اس کے باوجود اس کی قدر وقیمت سے صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں۔ اسے اُردو لغت نویسی میں تقدمِ زمانی حاصل ہے اور اس میں پہلی بار ہریانہ اور اس کے قرب وجوار میں بولی جانے والی زبان اپنے اصل رنگ کے ساتھ محفوظ ہوئی ہے۔ ملا عبد الواسع ہانسوی نے اس زمانے میں جب ہر طرف عربی اور فارسی کا بول بالا تھا، اُردو الفاظ پر دادِ تحقیق دے کر وہ کارنامہ انجام دیا ہے، جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ عربی اور فارسی کے اس رچے ہوئے ماحول میں سراج الدین علی خاں آرزو نے غرائب اللغات کو لائق اعتنا خیال کیا اور اپنے لسانی وقوف اور تحقیقی شعور کے باعث اس پر نوادر الالفاظ کی بنیاد رکھی۔ نوادر الالفاظ کو اُردو لغت نویسی کی روایت میں ایک اہم سنگِ میل خیال کیا جاتا ہے۔(۲) اس کے بعد میر محمدی عترت اکبر آبادی(۳) اور اوحد الدین بلگرامی(۴) نے لغت

نویسی کی اس روایت کو استحکام بخشا اور ان کے کارنامے بعد کے لغت نویسوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔

اُردو لغت نویسی کے میدان میں مستشرقین کی بے پایاں خدمات کا اعتراف نہ کرنا زیادتی ہو گی۔ اوساں[Aussant]،جان جیشوا کیٹلر[J.J.Ketelaer]،ڈاکٹر جان گل کرسٹ، جے فرگوسن[J. Fergusson]،جان شیکسپیئر، ڈنکن فوربس،فیلن اور پلیٹس [Platts] نے اُردو لغت نویسی کے دائرے کو کشادہ کرنے اور اسے نئے اسالیب سے ہم کنار کرنے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔مستشرقین کی لغت نویسی میں فیلن اور پلیٹس کو خاص طور پر اہمیت حاصل ہے۔ان کے مبسوط اور ضخیم لغات ان کی لگن، محنت اور سعی وکوشش کے شاہد ہیں؛مؤلفین نے ان کی تکمیل کے لیے بہت سا وقت اور صلاحیتیں صرف کیں۔اپنے اوصاف اور استنادی حیثیت کے باعث یہ لغات مابعد کے لغت نویسوں کے لیے مثال بنے اوران کی وجہ سے یقیناًاُردو لغت نویسی نئے امکانات سے متعارف ہوئی۔

انیسویں صدی کے ربعِ آخر میں اُردو لغت نویسی ایک نئے دور میں داخل ہوتی ہے۔یہ دور اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں لغت نویسی کا دائرہ کشادہ ہوا۔بیسیوں مبسوط اور ضخیم لغت وجود میں آئے۔لغت نویسی نئے اور متنوع رنگوں میں ڈھلی۔مخصوص طرز اور انداز کے لغات اور فرہنگیں مرتب ہوئیں۔محاورات،اصطلاحات اور خاص طبقات کی لفظیات کو جمع کرنے کا چلن عام ہوا۔مولوی سید احمد دہلوی کی فرہنگِ آصفیہ جو اوّل اوّل ارمغانِ دہلی کے نام سے بالاقساط چھپی،اسی دور سے تعلق رکھتی ہے۔مولوی سید احمد دہلوی چوں کہ فیلن کے معاونین میں شامل تھے،اس لیے فیلن کے لغت سے بھی انھوں نے استفادہ کیا اور ذاتی تحقیقات سے بھی اپنے لغت کو درجۂ اسناد تک پہنچایا۔اُردو کے مسلم الثبوت استاد شاعر امیر مینائی نے اسی زمانے میں لغت نویسی کے میدان میں قدم رکھا۔افسوس کہ ان کی زندگی میں امیر اللغات کی صرف دو جلدیں شائع ہو سکیں۔لغت کی تیسری جلد انھوں نے مرتب کرلی تھی مگر شائع نہ ہو سکی۔امیر مینائی کی وفات کے ایک سو دس سال بعد امیر اللغات کی تیسری جلد ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے مرتب کی جو جامعۂ پنجاب کے زیرِ اہتمام ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی۔امیر مینائی کے معاصر لغت نویسوں میں خواجہ عبدالمجید،غلام سرور لاہوری، مولوی نور الحسن نیّر اور دیگر کئی اکابر نے اپنا حصّہ ڈالا۔بیسویں صدی کی فضا لغت نویسی کے لیے نہایت سازگار ٹھہری اور لغت کے حوالے سے کام کرنے والوں کا ایک

قافلہ میدانِ عمل میں اُتر آیا، جن کی سعی و کوشش نے لغت نویسی کو نئے امکانات کی بشارت سے منشعب کیا۔

اُردو زبان کی تعمیر و تشکیل میں کئی زبانوں اور بولیوں نے حصّہ ڈالا۔ اُردو کے مزاج میں دوسری زبانوں کی لفظیات کو قبول اور جذب کرنے کی صلاحیت دوسری زبانوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اس وصف کے باعث اُردو نے جن ثروت مند زبانوں سے بیش از بیش فیض اٹھایا،اُن میں عربی اور فارسی زبانیں سرِ فہرست ہیں۔ عربی اور فارسی کے ساتھ اس غیر معمولی تعلق اور قرابت داری نے اُردو لغت نویسوں کو نئے راستوں کا خواب دکھایا۔ عربی ،فارسی اور اُردو کی مشترک لفظیات کے حامل لغات تیار کیے گئے۔ اُردو میں مستعمل عربی اور فارسی کے الگ الگ لغت بھی مرتب ہوئے۔ عربی زبان کا اُردو کے ساتھ ربط وضبط قدیم بھی ہے اور گہرا بھی۔ اُردو نے عربی زبان وادب سے بلاواسطہ اور بالواسطہ دونوں حوالوں سے کسبِ فیض کیا۔ اسلامی لفظیات اور اصطلاحات کا گنجِ گراں مایہ براہِ راست اُردو زبان میں شامل ہوا اور علمی وادبی لفظیات کا بڑا ذخیرہ بالعموم فارسی کے واسطے اور وسیلے سے اُردو کے سرمائے کا حصّہ بنا۔ لفظیات اور اصطلاحات کے علاوہ اُردو نے صرف، نحو، عروض، بیان، بدیع، املا، ہجا اور دوسرے علوم وفنون کے قواعد بھی عربی سے اکتساب کیے۔ معمولی ترامیم اور کم کم اضافوں کے ساتھ آج بھی اُردو کا قواعدی نظام، عربی کے واضح اثرات کا آئینہ دار ہے۔[۲]

عربی زبان دُنیا کی متموّل اور باثروت زبانوں میں سے ایک ہے۔ اس کی زرخیز اور شاداب لغت نے دُنیا بھر کی زبانوں کو متاثر کیا ہے۔ اُردو پر بھی یہ ہمیشہ سایہ فگن رہی اور اُردو نے ہر دور میں اس کے خوانِ کرم سے ریزہ چینی کرکے اپنے دامن کو کشادہ کیا۔ اُردو میں عربی افعال ومصادر اور لفظیات واصطلاحات کا بڑا ذخیرہ اس استفادے پر دال ہے۔ بیسویں صدی کے نصفِ آخر میں عربی اور اُردو کی مشترک لفظیات مختلف النوع رنگوں کے ساتھ لغت کی صورت میں متشکل ہوئی۔ عربی کے ساتھ جُڑے ہوئے اساتذہ نے اُردو میں مستعمل عربی الفاظ وتراکیب اور محاورات واصطلاحات کو یک جا کرنے اور اس پر غور وفکر کرنے کی طرح ڈالی۔ ان محسنینِ زبان ولغت نے آئندگاں کے لیے کئی ایسے کارنامے انجام دیے جو اُردو لغت نویسی کی ترویج میں صرف ہوئے مگر افسوس کہ آج اُن کے نام اور کام سے کوئی واقف نہیں اور زمانے کی گرد نے اُن کے شہکاروں کو اپنی گرد میں لپیٹ لیا ہے۔۔ ایسے فراموش شدہ اور گم نام

محسنینِ زبان ولغت میں ایک نام مولوی امان الحق کا بھی ہے۔ مولوی امان الحق نے اپنے عہد کے طلبہ کی نصابی اور درسی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے امان اللغات کے نام سے ایک مختصر مگر مفید لغت مرتب کیا۔ امان اللغات کے مؤلف نے لغت کی معروف اور مستعمل صورت سے ہٹ کر عربی زبان کے اُن مادوں اور مصدروں کو الف بائی ترتیب کے ساتھ یک جا کیا ہے جن کے اشتقاقی اسما اُردو اور فارسی میں عام مستعمل ہیں۔ عربی میں ایک کلمے سے دوسرے کلمے بنانے کا عمل اشتقاق کہلاتا ہے۔ اس کی معروف صورتیں دو ہیں: افعالِ مشتقہ اور اسمائے مشتقہ۔ مولوی امان الحق نے اُردو میں مستعمل اسمائے مشتقہ کو اس لغت میں شامل کیا ہے۔ عربی میں اسمائے مشتقہ کی تعداد سات ہے: اسم فاعل، اسمِ مبالغہ، اسمِ مفعول، صفتِ مشبہ، اسمِ ظرف، اسمِ آلہ اور اسمِ تفضیل۔ اگرچہ اسمِ تصغیر، اسمِ جنس، اسمِ عَلَم، اسمِ موئنث اور اسمِ جمع بھی مشتق اسما ہیں مگر صرفی بالعموم انھیں قائم بالذات اسمائے مشتق خیال نہیں کرتے اور انھیں اسم فاعل کی ذیل میں رکھتے ہیں۔ مولوی امان الحق نے سات معروف اشتقاقی اسما کے ساتھ ساتھ اسمِ تصغیر، اسمِ جنس، اسمِ عَلَم، اسمِ موئنث اور اسمِ جمع کو بھی قائم بالذات اسمائے مشتق کے طور پر شاملِ لغت کیا ہے، یوں ایک مادے یا مصدر سے بننے والے کئی الفاظ اس لغت میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ مختصر سا لغت " بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر" کا مصداق ہے اور عربی اُردو مشترک لفظیات اور اشتقاقی لغات پر کام کرنے والوں کے لیے ہمیشہ کار آمد اور معاون رہے گا۔

امان اللغات کا نومبر ۱۸۷۶ء کا ایڈیشن راقم کے کتب خانے میں محفوظ ہے، یہ ایڈیشن مطبع منشی نول کشور لکھنؤ کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ سرورق کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دوسرا ایڈیشن ہے اور پہلا ایڈیشن ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن، سررشتۂ تعلیم اودھ کے زیرِ انتظام ۱۸۷۰ء میں اشاعت آشنا ہوا۔ سرورق کی لوح یوں ہے:

" امان اللغات

مُصَنَّفہ عالمِ اجل و فاضلِ اکمل، ماہرِ علومِ خفی و جلی، واقفِ نکاتِ ادق
مولوی محمد امان الحق

صاحب مدرس دوم چوک اسکول لکھنؤ

جسکو

مولوی صاحب موصوف نے واسطے استفادہ طلبا[ے] مدارس و مکاتب انگلو ورنکلر سر رشتۂ تعلیم اودھ کے کمال اختصار اور احتیاط کے ساتھ تالیف فرمایا گویا دریا کوزہ[کوزے] میں بند کیا ہے گو رسالہ مختصر ہے مگر فیض رسانی میں استادِ کامل ہے۔ طلبہ کو نہایت مفید ہے۔ اوّل مرتبہ مولوی صاحب نے حسب الحکم صاحب ڈائریکٹر بہادر پبلک انسٹرکشن اودھ ۱۸۷۰ء میں بعد تالیف طبع فرمایا تھا۔ اب بنظرِ فائدہ مبتدیاں حسب ایمائے مالک مطبع اودھ اخبار کے مولوی صاحب ممدوح نے بعد اخذ حق تالیف مطبع کو اجازت طبع کی دی، لہٰذا بہ تصحیح مولوی صاحب موصوف رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵/ ۱۸۶۷ء ہو کر بہ ماہ نومبر ۱۸۷۶ء مطبع گرامی منشی نول کشور میں بمقام لکھنؤ حلیہ پوش طبع ہوا۔"

مولوی محمد امان الحق گورنمنٹ ماڈل سکول لکھنؤ[سرورق میں اسے چوک اسکول لکھنؤ لکھا گیا ہے] میں مدرسِ دوم تھے۔ ان کے نام کے ساتھ لکھے القابات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انھوں نے امان اللغات کے علاوہ بھی تصنیف و تالیف کے میدان میں کچھ کارنامے انجام دیے ہوں گے تاہم راقم کو تلاش کے باوجود ان کے حالات اور آثار کے بارے میں کُچھ معلوم نہ ہو سکا۔ امان اللغات سے ان کی لغت آشنائی، قواعد شناسی اور انشا پردازی کا اندازہ ہوتا ہے۔ امان اللغات پنڈت شیو نرائن صاحب ڈپٹی انسپکٹر بہادر مدارس ضلع لکھنؤ کے حسب الحکم مارچ ۱۸۷۰ء میں مرتب ہوئی۔ اس کے جواز کے متعلق مولوی امان الحق رقم طراز ہیں:

"تحصیلِ علوم و تکمیلِ فنون بدونِ زبان دانی محال ہے اور زبان دانی و تحقیق الفاظ و معانی بلا واقفیتِ لغت بعید از وہم و خیال ہے۔ پس اردو جو مختلف زبانوں سے مرکب ہے، اس کے جاننے کے واسطے واقفیتِ لغت بقدرِ ضرورت واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ الفاظِ عربیہ کا استعمال اُردو میں زیادہ ہے اور کوئی کتاب عام فہم ایسی نہیں ہے جس سے طلبا[ے] مدارس سرکاری اور دیگر اشخاص اُردو خوان الفاظ مستعملہ اُردو کے معانی

موافق محاورۂ اُردو کے جانیں اور تھوڑی مشقت و محنت میں [سے] عربی کے مصادر اور مشتقات اور واحد اور جمع اور مجرد اور مزید اور علم اور اسم جنس وغیرہ کو پہچانیں۔ لہٰذا خادمِ علما محمد امان الحق مدرسِ دوم گورنمنٹ اسکول لکھنؤ نے حسب الحکم جناب پنڈت شیونرائن صاحب ڈپٹی انسپکٹر بہادر مدارس ضلع لکھنؤ کے الفاظِ عربیہ مستعملہ اردو و فارسی واسطے فائدہ رسائیِ طلبہ کے فراہم کیے اور مصادر کے سہل ترین معانی لکھ کر اس طرز پر ترتیب دیے کہ جس سے ہر ایک شخص کم استعداد مصدر اور حاصل بالمصدر اور اسم فاعل اور اسم مفعول اور اسمِ آلہ اور اسمِ ظرف اور اسمِ تفضیل اور اسمِ تصغیر اور اسمِ جنس اور علم اور صفتِ مشبہ اور صیغۂ مبالغہ اور واحد اور جمع اور مذکر اور موئنث اور مجرد اور مزید کو جو کہ برسوں کی محنت اور ریاضت اور علمِ صرف عربی کے یاد کرنے سے کماینبغی دریافت ہوتے تھے، بخوبی پہچانے اور فقط معانی مصادر کی واقفیت سے مشتقات کے معانی معلوم کرے۔ تھوڑی محنت میں استعدادِ کافی بہم پہنچائے۔ فوائدِ لغت دانی سے حظِ وافی پائے مگر چند الفاظ غیر مستعملہ اس نظر سے کہ مبتدی کو بدون اُن کے مشتقات کا پہچاننا دشوار تھا، تحریر ہوئی۔ بحمد اللہ کہ ماہ مارچ ۱۸۷۰ء عیسوی میں اس کتاب نے انجام پایا اور امان اللغات اس کا نام رکھا گیا۔(۵)

امان اللغات میں اُردو اور فارسی میں مستعمل ۳۸۳ عربی مصادر اور ان کے مشتقات کے معنی درج کیے گئے ہیں۔ لغت میں شامل اکثر مادے ثلاثی مجرد اور مزید کے ہیں چوں کہ اُردو فارسی میں مستعمل عربی لفظیات کا ایک بڑا ذخیرہ ثلاثی مجرد کے مادوں اور مصادر سے متعلق ہے۔ امان اللغات میں حروف وار مصادر کی تعداد حسبِ ذیل ہے:

الف:۱۳	ب:۱۴	ت:۴	ث:۴
ج:۱۷	ح:۳۲	خ:۱۸	د:۱۱
ذ:۳	ر:۲۴	ز:۷	س:۱۵

ش:۱۹	ص:۱۰	ض:۸	ط:۱۰
ظ:۳	ع:۳۸	غ:۱۰	ف:۲۱
ق:۲۳	ک:۱۵	ل:۶	م:۱۰
ن:۲۲	و:۲۱	ہ:۳	ی:۲

امان اللغات میں شامل مصادر اور اشتقاقی اسما کو تلاش و جستجو اور تحقیق کے بعد درج کیا گیا۔ عربی الفاظ پر اعراب کا اہتمام از اوّل تا آخر موجود ہے۔ مصادر کے حقیقی معنی متن میں موجود ہیں جب کہ غیر مصدری اور اصطلاحی معانی حاشیے پر درج کیے گئے ہیں۔ مصادر کو خطِّ نسخ جب کہ مشتقات اور معانی نستعلیق میں لکھے گئے ہیں۔ لغت کے آغاز میں علاماتِ اسما کا ایک نقشہ درج کیا گیا ہے، جس میں مصدر، حاصل بالمصدر، اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، اسمِ ظرف، اسمِ آلہ، اسمِ تصغیر، اسمِ تفضیل، اسمِ جنس، صِفتِ مشبہ، عَلَم، موئنث اور جمع کے لیے بالترتیب مص، حا، فا، مف، ظر، آ، تص، تف، جن، صِف، عل، مُو اور جم کی علامتیں مقرر کی گئی ہیں۔ مولوی امان الحق نے ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید کے مصادر کے اُن اسما کو شاملِ لغت کیا ہے، جو اُردو میں کثرت سے مستعمل ہیں۔ کہیں کہیں ایسے مصادر بھی درج ہو گئے ہیں، جو قلیل الاستعمال یا نادر الاستعمال کی ذیل میں آتے ہیں۔ پہلا مصدر یا مادہ خطِ نسخ میں درج ہے، باقی مصادر عام اسما کی طرح نستعلیق میں درج کیے گئے ہیں۔ عربی میں حاصل بالمصدر کا کردار کم کم ہے مگر اُردو میں حاصل مصدر کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے، اس لیے مولوی صاحب نے ہر مصدر کے بعد حاصل مصدر کو درج کیا ہے۔ مصادر کے معنی درجِ لغت ہیں، اسمائے اشتقاق کے معنی نہیں دیے گئے۔ غیر مصدری یا مجازی معنوں کو حاشیے پر درج کیا گیا ہے۔

امان اللغات کی تالیف میں مولوی محمد امان الحق نے مستند اور معتبر مآخذ سے استفادہ کیا ہے؛ اس ضمن میں وہ رقم طراز ہیں:

> ناظرینِ نازک خیال اور شائقینِ باکمال کی خدمت میں التماس ہے کہ جو الفاظ اس مختصر [لغات] میں تحریر ہوئے ہیں، وے [وہ] سب الفاظ اور اُن کے معانی اور حرکات اور سکنات قاموس اور صحاح اور صراح اور منتہی الارب اور تاج اللغات اور منتخب اللغات اور کنز اللغات اور غیاث

> اللغات اور فصولِ اکبری اور زنجانی سے تصحیح کر کے لکھے گئے ہیں اور لغوی اور اصطلاحی معانی بعد تحقیق و تدقیقِ کامل کے قلم بند کیے گئے ہیں۔(۶)

امان اللغات کو تالیف ہوئے کم و بیش ڈیڑھ صدی گزر چکی ہے۔اس طویل عرصے میں اُردو لغت نویسی نے کئی منزلیں سر کیں ؛اس طویل سفر میں کئی مستند اور معتبر لغات مرتب ہوئے جنھیں بلاشبہ سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔اس عرصے میں لغت نویسی کا دائرہ کشادہ ہوا اور رنگا رنگی اور تنوع نے صحیح معنوں میں اسے گلزار بہ داماں بنا دیا۔اس سب کچھ کے باوجود امان اللغات کی حیثیت اور قدر و قیمت میں فرق نہیں پڑا۔اس کی افادیت آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔موجودہ عہد میں لغت کے مختلف اجزا پر الگ الگ کام ہو رہا ہے ،اس لحاظ سے بھی یہ کام اہمیت کا حامل ہے۔یہی سبب ہے کہ مولوی امان الحق کے اس فراموش شدہ اور زمانے کی نظروں سے مستور شہکار کو حواشی و تعلیقات اور اضافات کے ساتھ منظرِ عام پر لانا ضروری ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ مقدمہ ،نوادرالالفاظ مرتب ڈاکٹر سیّد عبداللہ، کراچی، انجمن ترقیِ اردو پاکستان، طبع دوم ۱۹۹۲ء؛ص۱،۲۔

۲۔ سراج الدین علی خان آرزوؔ نے میر عبدالواسع کے غرائب اللغات کو ازِ سر نو اضافوں اور تبدیلیوں کے ساتھ نوادرالالفاظ کے عنوان سے مرتب کیا۔ڈاکٹر سیّد عبداللہ اور دوسرے اکابر نے انھیں ایک بلند پایہ لغت نویس قرار دیا ہے۔نوادر الالفاظ ڈاکٹر سیّد عبداللہ کے وقیع مقدمے اور حواشی کے ساتھ ۱۹۵۱ء میں پہلی بار انجمن ترقیِ اُردو پاکستان کراچی سے شائع ہوئی۔

۳۔ میر محمدی عترت کی لغت کمالِ عترت اٹھارویں صدی کے ربعِ آخر میں تالیف ہوئی۔ڈاکٹر عارف نوشاہی نے اس کا سالِ تالیف ۱۱۸۹ھ (۷۶۔۱۷۷۵ء) قرار دیا ہے۔

۴۔ اوحد الدین بلگرامی کی لغت نفائس اللغات ۱۸۳۷ء میں تالیف ہوئی تاہم اس کی اشاعت بعد میں ہوئی۔یہ ایک ضخیم لغت ہے اوراس میں اُردو الفاظ کے تلفّظ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵۔ [ابتدائیہ] امان اللغات؛لکھنؤ، مطبع منشی نول کشور،۱۸۷۶ء ص۱،۲۔

۶۔ ایضاً:ص۳۔